مرثیہ: ۲۷

درحال حضرت عباس علمدار علیہ السلام

مطلع

غَیرَتِ ساغرِ جمشید ہوا جامِ سُخن

تعدادِ بند: ۹۲

www.emarsiya.com

۱

غیرتِ ساغرِ جمشید ہوا جامِ سُخن عرشِ مضموں جسے کہتے ہیں وہ ہے بامِ سُخن
سحرِ خُلد نہ کس طرح بنے شامِ سُخن نظر آنے لگا آغاز میں انجامِ سخن
طبع اِس رنگ کی دنیا میں کہاں ہوتی ہے
۲ مشق پیری کی جوانی میں عیاں ہوتی ہے

باغبانِ چمنِ مدحِ امامؑ دوسرا صدفِ گوہرِ توصیفِ شہنشاہِ ہدا
قمرِ برج سُخن آئینۂ دل کی ضیا شمعِ بزمِ فصحا نُزہتِ باغِ شعرا
یہ شرف میرے سوا اور نے کب پائے ہیں
۳ ہاں مری طبعِ رسا نے یہ لقب پائے ہیں

رشکِ فغفور ہوں غیرت دہِ دارا ہوں میں مُلک ہے مِلکِ معانی سخن آرا ہوں میں
آتشِ الفتِ سرورؑ کا شرارا ہوں میں عرشِ مضموں کا، چمکتا ہوا تارا ہوں میں
شمع ساں کیوں نہ جلیں خَلق میں دشمن مجھ سے
۴ آفتابِ فلکِ نظم ہے روشن مجھ سے

ہم زباں مونس و دمساز مجھے کہتے ہیں خوش بیاں صاحبِ اعجاز مجھے کہتے ہیں
مدح خواں ہمدم و ہمراز مجھے کہتے ہیں ہمہ داں بُلبُلِ شیراز مجھے کہتے ہیں
وجہِ شادابیٔ گُلزارِ معانی ہوں میں
۵ جوہرِ آئینۂ سحر بیانی ہوں میں

ہاں قلم حملۂ ضرغامِ الٰہی دکھلا غول پر غول سپاہی پہ سپاہی دکھلا
فوجیں برباد ہوں وہ رن میں تباہی دکھلا لشکرِ شام کو پھر سطوتِ شاہی دکھلا
رقصِ بسمل کا تماشا نظر آئے سب کو
دشت میں لاشے پہ لاشہ نظر آئے سب کو

www.emarsiya.com

۶
خسروِ ذہنِ رسا کی یہ منادی ہوئی عام فوجِ معنی و مضامیں ہو کمر بستہ تمام
حُسنِ بندش کی صفیں بندھ کہ کریں رن میں وہ کام جس سے بیکار ہو سب نظمِ نظامی کا نظام
عہدہ تفویض بلاغت کو ہو سالاری کا
کام انجام فصاحت دے علمداری کا

۷
لو ہوئے آمدِ لشکر کے یکایک ساماں نیزہ بازی کے لئے کِلک نے گاڑا وہ نشاں
اُمڈی ہر سمت سے مضمون کی وہ فوجِ گراں نظر آنے لگا دریائے سُخن میں طوفاں
مورچے بندھنے لگے کُھل گئے لنگر ہر سُو
دشتِ کاغذ میں ہے رنگِ صفِ محشر ہر سُو

۸
مورچے لشکرِ اغلاط کے ہیں زیر و زبر بڑھ کے کیوں صحتِ لفظی نہ کہے پیشِ نظر
ہیں جگر چاک تشدّد ہے یہ تشدیدوں پر جزم کی ہیبتِ مُو، کب سے خمیدہ ہے کمر
صفیں استادہ ہیں سطروں پہ گماں ہوتا ہے
مد سے پرچم کا نشاں صاف عیاں ہوتا ہے

۹
بند کاغذ پہ ہے یا فوج کا اِک دستہ ہے صفِ لشکر سے سِوا مصرعہ برجستہ ہے
لفظِ عاطف ہے کہ سرہنگ کمر بستہ ہے آمدِ تُرکِ مضامیں سے چمن رستہ ہے
جا بجا نقطے ہیں انداختہ سنگوں کی طرح
مرکزِ کاف بھی ہیں لیس خدنگوں کی طرح

۱۰
مثلِ خنجر کے کشیدہ ہیں الف آپ تمام شین سے صاف عیاں ہوتی ہے شکلِ صمصام
میم ہیں گُرز نہیں اِس میں سُخنور کو کلام دائرے نون کے ہیں لیس کہ دیں قوس کا کام
کِلکِ راقم کی صریریں جو صدا دیتی ہیں
دم بہ دم دادِ شجاعت بخُدا دیتی ہیں

www.emarsiya.com

۱۱

شام کی فوجوں کے بادل ہیں تہہِ چرخِ کہن تیرگی میں شبِ تاریک کا ہم رنگ ہے رن
صورت بحر لبِ جو ہے، سپاہِ دشمن گھاٹ پر نوحؑ کا طوفاں ہے بپا ہلتا ہے بَن
شور ہے چار طرف لاشوں سے رَن پاٹیں گے
تیغِ پُر آب سے پیاسوں کے گلے کاٹیں گے ۱۲

ایسے بودوں کے لئے چاہئیں حربیں وہ شدید سرکشی جن کے مقابل نہ کرے دیوِ مرید
سرنگوں جنگ میں ہوں حارث و مرحب سے پلید ایک ہی حملے میں تر بھر ہو ابھی فوجِ یزید
ہاتھ اُٹھے جو یداللہ غضنفر کی طرح
شام کے در کو اُکھاڑیں درِ خیبر کی طرح ۱۳

ایسے غزووں کے لئے چاہئے ایسا ضرغام جس کی دہشت سے ہرن رن میں ہوں روباہ تمام
ہو وہ سیّاف کہ مشہور ہو جس کی صمصام جس کی ہیبت سے ہو خم دشت میں ہر اِیک حُسام
نہیں ممکن کہ انہیں شیرِ ژیاں زیر کرے
ثانئ حیدرِؑ صفدر ہو تو ہاں زیر کرے ۱۴

اے ہژبرِ اسدؑ اللہ شجاعت دکھلا آج پھر فاتحِ خیبر کی جلالت دکھلا
اسدؑاللہ سے جرّار کی شوکت دکھلا پھر قلم ہوں پرِ جبریل وہ ضربت دکھلا
چھین لے آکے ترائی سپہِ اعدا سے
خوں کی وہ نہر بہادے جو ملے دریا سے ۱۵

خلق میں تجھ سا نہیں کوئی دلاور زنہار دہر میں شہرۂ آفاق ہے تیری پیکار
نام لے کر ترا لیتے ہیں تہمتن تلوار تیری ہیبت سے لرزتے ہیں زمین و کہسار
تیغ زن خوف سے کب جنگ میں دَم لیتے ہیں
دبدبہ دیکھ کے سرکش بھی قدم لیتے ہیں

www.emarsiya.com

۱۶

لو سُنو آمدِ ضرغام کی ہیبت کا بیاں متزلزل ہے زمیں فوجِ عدو ہے لرزاں
مضطرب پھرتی ہے ہر سمت ہوا بھی حیراں ہوش کی طرح سے اُڑتا ہے غبارِ میداں
آسماں تک تُتقِ گرد نظر آتا ہے
۱۷ خاک کے پردے میں گردوں بھی چھپا جاتا ہے

ہے صبا مُضطرب الحال پریشاں ہیں طیور اُڑتے پھرتے ہیں ہر اک سمت ہوا میں عُصفور
کوہ کاہیدہ ہوئے جاتے ہیں غم کا ہے وفور آمدِ قہرِ الٰہی کا ہے میداں میں ظہور
شاخیں یوں کانپتی ہیں برگِ شجر جھڑتے ہیں
۱۸ ہے پہاڑوں کا یہ عالم کہ جُھکے پڑتے ہیں

متزلزل ہے زمیں دشت کی ہلتے ہیں جبال چشمِ حیرت سے کھڑے دیکھتے ہیں سارے غزال
آمدِ شیر کی دہشت سے ہوا ہے یہ حال کوئی سرہنگ بڑھے آگے نہیں اتنی مجال
تیغ زن کہتے ہیں وہ صاحبِ صمصام آیا
۱۹ بزدلو بھاگو کہ بپھرا ہوا ضرغام آیا

صورتِ دار نظر آتے ہیں نخلِ شمشاد نکہتِ گُل ہے پریشاں تو صبا ہے برباد
عندلیبوں کو گُلستاں کی حکایت نہیں یاد طوق کی قید سے قمری بھی نہیں ہے آزاد
نخلِ گُل بید کی مانند جو تھرّاتا ہے
۲۰ رنگ پھولوں کا دھواں بن کے اُڑا جاتا ہے

واہ رے رُعبِ علمدارِ امامؑ ابرار برگ گرتے ہیں لرزتے ہیں نہالِ گُلزار
خود پریشان ہے سُنبل کی بھی زُلفِ خمدار بھاگی جاتی ہے ہر اک باغ سے گھبرا کے بہار
گلشنِ دہر میں بند امن کا دروازہ ہے
غنچے خاموش ہیں گویا کہ اَلم تازہ ہے

www.emarsiya.com

۲۱

اثرِ آمدِ غازی ہے سُخن میں بھی عیاں ڈر سے جنبش میں ہیں سب بیتِ سُخن کے ارکاں
رُکن سالم رہیں کیا بحر میں جب ہو طوفاں قافیہ تنگ ہے دہشت سے روی کی ہر آں
اپنے قابو میں یہاں دخلِ سُخن رس کا نہیں
۲۲ قید خانہ ہے ہر اِک بند مسدّس کا نہیں

خوف سے نظم میں بھی رنگِ شگرف آیا ہے جہاں مصدر کا ہے موقع وہاں ظرف آیا ہے
صرفِ اندوہ ہے جو صیغۂ صرف آیا ہے بے دلی کے سبب الفاظ پہ حرف آیا ہے
اثرِ آمدِ ہم رتبۂ حمزہ دیکھو
۲۳ مُنحنی ہو کے خمیدہ ہوئی ہمزہ دیکھو

ذکر کیا لفظوں کا جب زیر و زبر خود ہوں نقاط مستعد ہے الف و نوں پہ بلائے اسقاط
حرف اِس خوف میں تحریف سے گو ہیں محتاط پر ہر اِک رُکن میں مخلوط ہے مثلِ اخلاط
کمریں باندھ کے موجود ہیں ناصر کی طرح
۲۴ چاروں ارکان فراہم ہیں عناصر کی طرح

نحو خود محو ہے کیونکر رہے شانِ ترکیب حرفِ علّت ہوئے اعراب یہ ہے رنگِ عجیب
مثل غائب کے نہاں ہوگئے الفاظِ غریب حالتِ کرب میں ماضی ہے گزرنے کے قریب
رنگِ آمد جو زبانوں پہ عیاں ہوگئے ہیں
۲۵ حال و آئندہ مضارع میں نہاں ہوگئے ہیں

نصب ہے قلبِ نواصب میں سنانِ غم و ہم جار سے کھنچتا ہے مجرور کا دل صورتِ دَم
حرف ظاہر جو ہیں وہ چُھپنے پہ عازم ہیں بہم لام اور میم رقم ہو کے بنا نفی کا لَم
دیکھنے کے لئے جُملے ہیں پہ وہ بات نہیں
نفی تو نفی کہ مُثبت کو بھی اثبات نہیں

www.emarsiya.com

٢٦

کر کے تسلیم شہِؑ دیں کو ہٹا وہ صفدر   باندھی جرار نے مرنے کے لئے چُست کمر
اسپِ ضرغام جو حاضر تھا درِ دولت پر   یا علیؑ کہہ کے چڑھا رخش پہ وہ نیک سیر
باگ لی شیر نے رہوار سُبک تاز اُڑا
طائروں میں یہ ہوا شور وہ شہباز اُڑا

٢٧

دیکھ کر آمدِ فرزندِ شہِؑ قلعہ کشا   دی یہ جاسوسوں نے افواجِ ستمگر کو صدا
ہاں سرانِ سپہ شام یہ ہے وقتِ وغا   نہر پر آنے کو ہے ضیغمِ ضرغامِ خدا
جستجو پانی کی ہے تیغ بکف آتا ہے
ایک مشکیزہ بھی وہ بحرِ کرم لاتا ہے

٢٨

واہ رے حُسنِ علمدارِ شہنشاہِ غیور   روئے روشن کے مقابل ہوئی گل مشعلِ طور
رُخِ تاباں کی ضیا سے ہوا صحرا پُر نور   ذرّہ ذرّہ سے ہوا مہرِ تجلّا کا ظہور
شور تھا ماہِ یدؑاللہ نظر آتا ہے
باندھ کر تیغِ ہلالی وہ قمر آتا ہے

٢٩

وہ جلال و حشم و رعبِ علمدارِ جواں   زہرہ پانی ہو ابھی دیکھ لے گر شیرِ ژیاں
بدر پیشانیٔ عباسؑ سے روشن ہے جہاں   نور میں ہے یہ جبیں غیرتِ ماہِ تاباں
کیوں نہ شرمندہ رہیں شمس و قمر گردوں پر
چہرے دونوں کے ہیں فق شام وسحر گردوں پر

٣٠

وہ نشاں سجدۂ باری کا وہ ماتھے کی ضیا   بدر کے پاس سہیلِ یمنی ہے گویا
مہِ کامل یہ جبیں اور وہ کلف ہے بخدا   چمنِ خُلد میں سُوسن کا ہے یا پھول کھلا
یہ نشانِ کرم و لُطفِ شہِؑ والا ہے
چوم کر آپؑ نے ماتھے پہ نشاں ڈالا ہے

www.emarsiya.com

۳۱

پیاری وہ آنکھ پڑے جس پہ غزالوں کی نظر　　دلِ دشمن پہ چلیں سینکڑوں تیر و خنجر
دیکھ کر موئے مژہ کہتے ہیں اربابِ بصر　　ذوالفقارِ اسدؐاللہ کے ہیں یہ جوہر
جب کوئی اہلِ ستم منہ پہ سپر لیتا ہے
۳۲ کام نیزے کا ہر اِک موئے مژہ دیتا ہے

تازگیِ گُلِ عارض کی ثنا جب ہو رقم　　شاخِ طوبیٰ کا ملک خُلد سے لے آئیں قلم
وہ ہر اِک رنگ کے قرطاس پہ ہوں پھول بہم　　تختہ کاغذ کا بنے تختۂ گلزارِ اِرم
نکہت اِس باغ کی یوں تا بہ فلک جانے لگے
۳۳ کہ بہارِ چمنِ خُلد بھی شرمانے لگے

مُشک سے بڑھ کے ہیں خوشبو و معنبر گیسو　　سُنبلِ گُلشنِ جنّت سے ہیں بہتر گیسو
دل کو ہوتا ہے گماں دیکھ کے رُخ پر گیسو　　ہیں یہ آئینۂ رُخسار کے جوہر گیسو
رُخِ انور کے قریں کاکُلِ خمدار بھی ہے
۳۴ کیا تماشا ہے کہ دن بھی ہے شبِ تار بھی ہے

ہاں دہن کی کوئی تشبیہ نہ کوئی ہے مثال　　کیوں نہ ہر اہلِ سُخن کی ہو زباں مدح میں لال
لب ہیں یا ہیں فلکِ حُسن کے تابندہ ہلال　　نطق ہے بند فصیحوں کو نہیں تابِ مقال
باتیں ایسی ہیں کہ سب جان فدا کرتے ہیں
۳۵ خود مسیحا بھی انہی ہونٹوں کا دَم بھرتے ہیں

ہو قیامت کہوں قامت کو اگر میں شمشاد　　گر لکھوں سرو تو ہوں قمریاں محوِ فریاد
گر ثباتِ قدمِ شیر کی لکھوں روداد　　جم کہ رہ جائے سرِ صفحہ رواں ہو نہ مداد
آگے مطلق نہ بڑھے شق ہو جگر خامے کا
ہو قلم جوش میں ہر مرتبہ سر خامے کا

www.emarsiya.com

۳۶

فوجِ اللہ و پیمبرؐ کا ہے کاندھے پہ نشاں شان کو دیکھ کے سوجاں سے ہے طوبیٰ قرباں
ہاتھ آیا علمِ بادشہِ کون و مکاں ہمسرِ جعفرِ طیار ہوا شیرِ ژیاں

پنجہ خورشیدِ درخشاں کی طرح تاباں ہے
۳۷ سبز رایت ہے کہ نخلِ چمنِ رضواں ہے

شان وہ رایتِ حیدرؑ کی وہ صفدر کا جمال دشت میں پیشِ نظر ہے شہِؑ مرداں کا جلال
ہے نشانِ شہِؑ ذیشاں کا یہ ادنیٰ سا کمال کُھل گیا جب سرِ میداں تو ہوئی فتح جدال

اہلِ جنّت اِسے ایماں کا شجر کہتے ہیں
۳۸ مدعی نخلِ گُلستانِ ظفر کہتے ہیں

مشک ہمراہ لئے آتا ہے سقائے حرم پہلوئے شیر میں یا دودِ جگر ہے یہ بہم
شور کرتی ہے لبِ نہر سپاہِ اظلم جستجو پانی کی رکھتا ہے یہ دریائے کرم

بھائیو یاں سے نہ لے جائے یہ سقّہ پانی
۳۹ لبِ قُلزم پہ بہے مشکِ حرم کا پانی

اب فُغاں نے کی نہ فریادِ جلاجل کا ہے شور دم بخود خوف سے بہرام سا ئل ہے تہہِ گور
اژدر و مار بھی پوشیدہ ہوئے صورتِ مور خون کے ساتھ دلیروں کا گھٹا جاتا ہے زور

غُل ہوا دشت میں وہ بادِ بہاری آئی
۴۰ پسرِ صاحبِ دُلدُل کی سواری آئی

لو وہ میدان میں آیا شہِ عادل کا پسر دور ظُلمت ہوئی ضو سے تو جُدا خیر سے شر
کُفر آفاق سے، بُت دَیر سے، دولت سے ضرر باغ سے بادِ خزاں، ریگِ رواں سے صرصر

موت جانوں سے تو امراض بدن سے ہیں جُدا
داغ لالے سے الگ پھول چمن سے ہیں جُدا

www.emarsiya.com

۴۱

ناگہاں رن میں رجز خواں جو ہوا وہ ضرغام　　گور میں کانپ گیا خوف سے جسمِ بہرام
غیظ میں کی جو دلاور نے نظر سوئے حسام　　بید کی طرح سے تھرّانے لگے ہم سرِ سام
غیظ میں زُلفِ علمدار جو بل کھانے لگی
قلعۂ چرخ کی بنیاد بھی تھرّانے لگی

۴۲

نعرہ زن رن میں ہوا یوں اسدِ شیرِ خدا　　میں ہوں بازوئے جگر بند شہِؑ قلعہ کشا
آب ہوتا ہے مرے ڈر سے اسد کا زُہرا　　کیا بچے میری نگاہوں میں جنودِ اعدا
شہرۂ دستِ خدا ماہ سے تا ماہی ہے
میرے ہاتھوں میں وہی زورِ یداللّٰہی ہے

۴۳

جنگِ خیبر کی زمانے میں نہیں کس کو خبر　　بابِ علمِ شہِؑ ذیشاں نے اُکھاڑا وہ در
جب ہوا برسرِ پرخاش جنوں کا لشکر　　باندھ کر چُست کمر کھول دیا بابِ ظفر
شُعلۂ تیغ شرر دم نے جلائے ناری
آتشی ہو کے بھی ٹھنڈے نظر آئے ناری

۴۴

کیوں نہ ہو ضیغمِ رب فارسِ میدانِ ظفر　　رائجِ دینِ نبیؐ مالکِ شمشیرِ دو سر
صدفِ بحرِ جلالت کا دُرخشندہ گہر　　زینتِ ارض و سما نوردہِ شمس و قمر
دہاک تا چرخِ بریں تیغِ یداللہ کی ہے
روشنی عالمِ امکاں میں اِسی ماہ کی ہے

۴۵

خسروِ مُلکِ عرب، ہاشمی و مطّلبی　　ذی شرف جوہرِ آئینۂ عالی نسبی
شیرِ حق قوتِ بازوئے رسولؐ عربی　　قاسمِ خُلد بہارِ چمنِ شرعِ نبیؐ
وقتِ پیکار لڑے بڑھ کے سپاہِ جن سے
آج تک گلشنِ اسلام ہے تازہ اِن سے

www.emarsiya.com

۴۶

حاملِ رایتِ دیں خالقِ اکبر کے ولی   قاطعِ لشکرِ کفّار شجاعِ ازلی
اِن کی تلوار سرِ حارث و مرحب پہ چلی   کیوں نہ ہو رُتبہ حیدرؑ پہ سند نادِ علیؑ
جُز علیؑ کس کو ملا رُتبہِ اعلیٰ ایسا
اور بھی کوئی خدائی میں ہے بندہ ایسا

۴۷

ناگہاں دی عمرِسعد نے بڑھ کر یہ صدا   آپ ہیں شیرِ نیستانِ نجف سیفِ خدا
ہم کو جنگ آپ سے منظور نہیں ہے حاشا   یہی بہتر ہے نہ ہوں آپ بھی سرگرمِ وغا
الفتِ سیّدِ مظلوم میں کیا رکھا ہے
آپ کی نذر کو یاں سیم و طلا رکھا ہے

۴۸

ہو کے برہم یہ کہا شیر نے او سگ خاموش   نشۂ دولتِ دنیا سے ہے ایسا مدہوش
بے پئے حد سے زیادہ نہ بہک او مے نوش   الفتِ کفر کا بے دین ترے دل میں ہے جوش
عشقِ دینار تجھے نار میں لے جائے گا
داغِ دل حشر میں درہم کے عوض پائے گا

۴۹

مردِ حق بیں نہیں کرتے ہیں کبھی زر پہ نظر   زر میں ہے صورتِ آزار کریں کیوں نہ حذر
اس جفا کار کی الفت میں نہ کیونکر ہو ضرر   سینکڑوں خاک ہوئے زیرِ زمیں صاحبِ زر
پائے چادر جو کفن کی تو غنیمت سمجھے
گوشۂ قبر کو وہ گنجِ قناعت سمجھے

۵۰

زعم جس کا ہے تجھے دہر میں اے ناہنجار   دارِ فانی میں بقا اُس کو ہے کب او غدّار
وہ سلاطین ملا جن کو سُلیماں کا وقار   مٹ گئے ایسے کہ باقی نہ رہے اُن کے مزار
جن کو دعوے تھے زمانے میں صف آرائی کے
صدمے سہتے ہیں وہی قبر کی تنہائی کے

www.emarsiya.com

۵۱

ٹو تو کیا دھوم تھی جن شاہوں کی زیرِ افلاک بصد اندوہ و الم آج ہیں پنہاں تہہِ خاک
جم و اسکندر و فغفور و قباد و ضحاک کنجِ تاریک لحد میں ہیں خموش و غمناک
باغِ عالم میں ملا خارِ الم گُل گوں کو
خاک میں دفن خزانوں نے کیا قاروں کو

۵۲

ٹھوکریں کھاتے ہیں سر اُن کے جو تھے صاحبِ تاج دانے دانے کو ترستے ہیں جو لیتے تھے خراج
صاحبِ طبل جو تھے اُن کی یہ نوبت ہوئی آج در بدر پھرتے ہیں وہ نانِ جویں کو محتاج
بادشاہوں نے سہے رنج و محن تُربت میں
جامہ زیبوں کے ہوئے خاک کفن تُربت میں

۵۳

اُن کے مرقد پہ ہیں کانٹے کہ جو تھے مالکِ باغ شمع روشن تھی جہاں واں نہیں جلتا ہے چراغ
بھر گیا عمر کا جمشید کے آخر کو ایاغ راہ بتلاتے تھے جو اُن کا نہیں آج سُراغ
رہ گیا نام و نشاں رایت و لشکر نہ رہا
کیوں نہ ہو آئینہ حیراں کہ سکندر نہ رہا

۵۴

او خطا کار عطا پاش ہیں سُلطانِ اَنام چاہئے خلق میں انساں کو خیالِ انجام
رگِ جاں کے لئے ہے تیز اجل کی صمصام جائے عبرت ہے یہ دنیا نہیں عشرت کا مقام
باز آ ظلم کا انجام بُرا ہے ظالم
پُر خطر معرکہِ روزِ جزا ہے ظالم

۵۵

ہو کے برہم یہ پکارا وہ لعیں ناہنجار وقتِ پیکار ہے یہ پند و نصیحت بیکار
حاکمِ شام کے ہم لوگ ہیں فرماں بردار ہوں اگر خسروِ کونین ہیں شاہِ ابرار
دل سے جویائے رضا مندیِ شاہی ہیں ہم
ہم کو عقبیٰ سے ہے کیا کام سپاہی ہیں ہم

www.emarsiya.com

۵۶

سُن کے یہ شیرِ دلاور نے علم کی تلوار باگ لیتے ہی بنا برقِ جہندہ رہوار
رن میں شمشیرِ شرر بار جو چمکی اِک بار اُڑ گئے ہوش ستم گار نے لی راہِ فرار
اُکھڑے بُزدل کے قدم کانپ کے خودسر بھاگا
زاغ شہباز کے پنجے سے نکل کر بھاگا

۵۷ مطلع جنگ

ہاں پھر اے رَخشِ قلم اپنا طرارہ دکھلا نہر کی فوج کو دوزخ کا کنارا دکھلا
رُعبِ شیرِ اسد اللہ خدارا دکھلا معرکہ خیبر و خندق کا دوبارہ دکھلا
جان بچتی نہیں اب فوجِ جفا کی رن میں
ہو چکی تیغ علم سیفِ خدا کی رن میں

۵۸

عینِ عباسؑ یہ کہتا ہے علمدار ہوں میں با یہ کہتی ہے کہ برہم کُنِ کفّار ہوں میں
قول الف کا ہے کہ آمادۂ پیکار ہوں میں سین سے ہے یہ عیاں سیفِ گرانبار ہوں میں
کس کو یہ جاہ و حشم خلق میں ہاتھ آیا ہے
واہ کیا اسمِ مطہر نے شرف پایا ہے

۵۹ ساقی نامہ

ساقیا رند کو پھر آج کوئی جام پلا دردِ دل دور ہو جس سے وہ دل آرام پلا
یوں گلابی میں ہمیں بادۂ گلفام پلا شام سے صبح تلک صبح سے تا شام پلا
جو نہ اُترے کبھی وہ نشہ مے چڑھنے لگے
طبل کی سُن کے صدا جوشِ وغا بڑھنے لگے

۶۰

ساقیا چاہئے مجھ رند کو وہ بادۂ ناب چاہ میں جس کی ہے زاہد کا کلیجہ بھی کباب
جو ہے لاثانی و بے مثل و نفیس و نایاب جس کو سب اہلِ جہاں کہتے ہیں کوثر کی شراب
شاد ہو ہو کے جسے حور و ملک پیتے ہیں
انبیاء بھی جسے بالائے فلک پیتے ہیں

www.emarsiya.com

٦١

لو وغائے پسرِ حیدرؑ کرّار سُنو ذکرِ جانبازیِ عباسؑ علمدار سُنو
انتشارِ سپہِ حاکمِ مے خوار سُنو نعرۂ شیر سُنو تیغ کی جھنکار سُنو
فدیہِ شاہؑ کے ہاتھوں کی صفائی دیکھو
٦٢ اسدِ ضیغمِ داور کی لڑائی دیکھو

لو اُٹھا حشر ہوئی تیغِ علمدار علم لو ہوئی طبع شجاعِ ازلی کی برہم
کھنچتے ہی اُس نے دکھایا مہِ نَو کا چم خم سرگرے، ہوش اُڑے، اُٹھ گئے اعدا کے قدم
طُرفہ ہلچل ہوئی لشکر کے زرہ پوشوں میں
٦٣ قَدَر انداز بھی ڈر ڈر کے چھپے گوشوں میں

تفرقہ پڑ گیا ہر ایک سر و گردن میں ربط باقی تھا نہ اعضاء میں نہ جان وتن میں
چل گئی بادِ خزاں باغیوں کے گلشن میں خون سے ہوگیا گلزار کا عالم بَن میں
موسمِ گُل کا سماں تیغ نے دکھلایا تھا
٦٤ پھول زخموں کے کِھلانے کو یہ پھل آیا تھا

جان دو فقروں میں لیتی ہے سخن ساز ایسی کھنچتی ہے ہاتھ سے مالک کے بھی طناز ایسی
قبضے کا حال دلِ آئینہ ہے ہم راز ایسی متفرق ہے سپہ تفرقہ پرداز ایسی
آنکھ کے ملتے ہی تھے تارِ نظر دو ٹکڑے
٦٥ سر سے گزری تو ہوئے قلب وجگر دو ٹکڑے

رنگ دکھلادیا ہر بار نیا ایک سے ایک ہوگئے عاشق ومعشوق جُدا ایک سے ایک
کوئی اندازِ ستم بھی نہ ملا ایک سے ایک تیز فقرہ تھا ہر اِک بار سوا ایک سے ایک
پھول جھڑتے تھے جو وہ شعلہ فشاں چلتی تھی
گُل کترتی تھی کہ قینچی سی زباں چلتی تھی

www.emarsiya.com

۶۶
دیکھ لو صورتِ تقدیر اِس آئینے میں شکلِ خورشید ہے تنویر اِس آئینے میں
نقش جوہر سے ہے تسخیر اِس آئینے میں صاف ہے فتح کی تصویر اِس آئینے میں
سامنے اِس کے سرِ کفر فروہی دیکھا
جو مقابل ہوا اِس کے اُسے دو ہی دیکھا

۶۷
رن میں عاری کیا اِس تیغ نے تلواروں کو خوں رُلانے لگی میدان میں خونخواروں کو
بھاگے رہوار بھی سب پھینک کے اسواروں کو قتل چُن چُن کے کیا اُس نے ستمگاروں کو
شور تھا جلوۂ تیغِ صفہانی دیکھو
منزلوں خون کے دریا کی روانی دیکھو

۶۸
کبھی اسوار کو کاٹا کبھی توسن پہ گری کبھی بجلی کی طرح لشکرِ دشمن پہ گری
اُڑ گیا کاسۂ سر صاف جو گردن پہ گری کردیا پیس کے سُرمہ جو یہ آہن پہ گری
ضرب کا حال ہے ہر کوہِ گراں جانے ہوئے
اِس کے لوہے کو ہے فولاد کا دل مانے ہوئے

۶۹
گر کے بے جان ہوا غازی نے جسے للکارا خوفِ ضیغم سے کلیجہ ہوا پارہ پارا
تیغ کا جب کبھی اِک ہاتھ جھپٹ کر مارا مثلِ گہوارے کے ہلنے لگا میداں سارا
کہیں چُھپنے کا ٹھکانہ جو نہیں پاتی تھی
گرد بھی خوف سے گردوں پہ چڑھی جاتی تھی

۷۰
کس زباں سے ہو بیاں توسنِ غازیؑ کی ثنا جس کے سائے کو کبھی دوڑ کے پائے نہ ہوا
تیز رو بادیہ پیا نہیں دیکھا ایسا شوخیاں وہ کہ زمانے کے حسیں جس پہ فدا
کبک و طاؤس و ہُما آ کے قدم لیتے ہیں
حُسنِ رفتار پہ معشوق بھی جاں دیتے ہیں

www.emarsiya.com

۷۱

توسنِ مہر فلک تیز قدم ہے جو کمال   اُس نے سیکھی ہے علمدار کے رہوار سے چال
آج میدانِ جہاں میں یہ ہویدا ہوا حال   آفتاب اس کا ہے شاگرد زہے عزّ و جلال
تیز پردازی میں ہو جبکہ یہ عالم اُس کا
۷۲ کیوں نہ پھر اَبلقِ ایّام بھرے دَم اُس کا

آئینہ مہر کا بس ایک ہے اِس چرخ کے پاس   اس کی ہیکل کے لئے چاہئیں خورشید پچاس
نعل بندِ فلکِ پیر کے مُختل ہیں حواس   چار چاند آئیں کہاں سے اُسے کیوں ہو نہ ہراس
کیا ثنا کرسکیں آفاق میں مردُم اِس کی
۷۳ عکس ہے کاہکشاں جس کا وہ ہے دُم اِس کی

علمِ فوجِ پیمبرؐ جو قضارا چمکا   صاف ذرّوں نے کہا بخت ہمارا چمکا
دھوپ میں پنجۂ پُر نور جو سارا چمکا   غُل ہوا زیرِ فلک عرش کا تارا چمکا
شعلۂ طور بھی ضو دیکھ کے شرماتا تھا
۷۴ آئینہ مہر کا بے نُور نظر آتا تھا

چمنِ خُلد کی ہے سبز پھریرے میں بہار   چرخ اخضر تو ہے کیا خضر ہے سو جاں سے نثار
عکس اُس کا جو پڑا دشت میں ہر سو اِک بار   دشت کے ذرّوں کو ہاتھ آیا زمرّد کا وقار
سرو قد اِس کی فزا دیکھ کے شرماتے تھے
۷۵ باغ میں شرم سے شمشاد گرے جاتے تھے

پھینک کر تیغوں کو جب بھاگ گئے بانیٔ شر   بڑھ کے نعرہ کیا او سعد کے منحوس پسر
جس پہ مغرور تھا وہ برچھیوں والے ہیں کدھر   تیرے روکے سے بھی رُکتا نہیں تیرا لشکر
کیوں کمر باندھی تھی اس فوج کی سالاری پر
تُف ترے زعم پہ ہو اور تری سرداری پر

www.emarsiya.com

۷۶

حوصلہ اب بھی اگر ہو تو ستمگار بڑھیں کہہ دے تولے ہوئے تلواروں کو جرار بڑھیں
پھر سنبھالے ہوئے بھالوں کو جفا کار بڑھیں پہلواں پھر صفِ لشکر سے سب اِک بار بڑھیں
کمریں باندھ لیں پھر سیر وغا کی دیکھیں
پھر لڑائی پسرِ شیرِ خدا کی دیکھیں

۷۷

کہہ کے یہ نہر کی جانب جو بڑھایا رہوار شیر کی طرح سے پہنچا لبِ دریا جرار
جوش میں آکے یہ الیاس پکارے اِک بار دلبرِ ساقیِ کوثر تری ہمّت کے نثار
ناز ہے جس پہ شجاعت کو وہ صفدر ہے تو
کیوں نہ ہو لختِ دلِ فاتحِ خیبر ہے تو

۷۸

الغرض شیر نے دریا سے بھرا مشکیزہ رکھ کے کاندھے پہ چلا سوئے امامِ دوسرا
فوج نے راہ میں پھر چار طرف سے گھیرا تیر غازی کو لگانے لگے سب اہلِ جفا
باجے بجنے لگے نامرد پھر اِک بار بڑھے
پہلواں فوج کے کھینچے ہوئے تلوار بڑھے

۷۹

شور تھا بچ کے یہ جرار نہ جانے پائے شاہؑ والا کا مددگار نہ جانے پائے
طرفِ خیمہ یہ زنہار نہ جانے پائے زندہ اب یاں سے علمدار نہ جانے پائے
اُلفتِ سبطؑ پیمبرؐ کا صلہ دو اس کو
مل کے سب گھوڑے سے ہاں جلد گرا دو اس کو

۸۰

چار جانب سے بہادر پہ چلے تیرِ جفا کوئی تلوار لگاتا ہے تو کوئی نیزہ
لو قیامت ہوئی روتے ہیں کھڑے شیرِ خدا چل گئے وار ہوئے ہاتھ بھی شانوں سے جدا
سر کو پیٹو کہ عجب حشر نمودار ہوا
لو وہ ٹھنڈا علمِ احمدؐ مختار ہوا

www.emarsiya.com

۸۱

تیر سینے پہ لگے تیغوں سے تن چُور ہوا   نیزے یوں چلنے لگے چھن گیا تن غازیؑ کا
اب نہیں رخش پہ جرّار سے سنبھلا جاتا   پس کوئی دم کا ہے مہماں پسرِ شیرِ خدا
ہاں کرو آہ و بُکا خاک پہ جرّار گرا
رخش سے فوجِ حسینؑ کا علمدار گرا ۸۲

گرتے گرتے یہ شہِؑ دیں کو صدا دی اِک بار   السلام اے جگر و جانِ رسولؐ مختار
آخری ہے مِرا مجرا یہ شہِ عرش وقار   تیرا خادم ہوا مولاؑ ترے قدموں پہ نثار
اِس الم میں اُسے آنسو نہ بہانے دینا
میرے لاشے پہ سکینہؑ کو نہ آنے دینا ۸۳

یہ صدا سُنتے ہی مجروح ہوا قلبِ امامؑ   دوڑے میداں کی طرف روتے ہوئے شاہِؑ انام
لب پہ نوحہ تھا یہی ہائے علیؑ کے گلفام   تیرے چُھٹ جانے پہ جاتا رہا میرا آرام
صدمۂ ہجر سے دل ہے تہ و بالا میرا
کون غربت میں ہے اب چاہنے والا میرا ۸۴

اب سنبھل جائیں عزادارِ امامؑ دوسرا   پہنچے ہیں شیر کی بالیں پہ شہنشاہِؑ ہدا
رو کے کہتے ہیں کہ کچھ منہ سے تو بولو میں فدا   ہائے کس وقت میں مظلوم سے ہوتے ہو جُدا
جاں بلب سبطِ رسولؐ الثقلین آیا ہے
کھول دو آنکھوں کو بھیّا کہ حسینؑ آیا ہے ۸۵

قلب مجروح ہے اے شیرِ دلاور اُٹھو   خاک پر سوؤ نہ اے ثانیٔ حیدرؑ اُٹھو
لُطف جینے کا تمھیں سے ہے برادر اُٹھو   مِرے شیدا، مِرے حمزہؑ، مِرے جعفرؑ اُٹھو
منہ کو ہر مرتبہ آتا ہے کلیجہ غم سے
کون سی بات پہ آزردہ ہوئے ہو ہم سے

www.emarsiya.com

٨٦

اے مِرے شیرِ ژیاں تیری شجاعت کے نثار جانِ زہراؑ تری جانبازی و جرات کے نثار
اس محبت کے تصدق اس اطاعت کے نثار سرو سے قد کے فدا چاندسی صورت کے نثار
فاطمہؑ لیتی ہیں شفقت سے بلائیں تیری
مجھ کو مر کر بھی نہ بھولیں گی وفائیں تیری ٨٧

چونک کر غش سے پکارے یہ جنابِ عباسؑ تجھ پہ سو جان سے قربان میں اے رُتبہ شناس
اب نہیں جان کے جانے کا مجھے کچھ بھی ہراس للہ الحمد کہ ہے میرا مسیحا مِرے پاس
شُکر صد شُکر کہ اب خلق میں مُمتاز ہوا
آپؑ آئے میں زیارت سے سرافراز ہوا ٨٨

آپؑ کے صدقے میں پایا عجب اعزاز اے شاہؑ فاطمہؑ رکھیں ہیں سر گود میں اللہ اللہ
خُلد سے لینے کو آئے ہیں رسولؐ ذی جاہ کہتے ہیں حیدرِؑ صفدر یہی با حالِ تباہ
حبّذا اوج عجب بختِ رسا پایا ہے
پیشوائی کو تری حق کا حبیبؐ آیا ہے ٨٩

درِ فردوس پہ مشتاق کھڑا ہے رضواں منتظر تیری سواری کے ہیں حور و غلماں
ہر طرف خُلد میں ہے قدرتِ اللہ عیاں لبِ جبریلؑ پہ ہیں تیری وفاؤں کے بیاں
گُل ہر اِک گلشنِ جنّت کا کِھلا جاتا ہے
شور کوثر پہ ہے سقائے حرم آتا ہے ٩٠

باتیں کرتا تھا شہِؑ دیں سے ابھی وہ جرار ناگہاں ہوگیا خاموش علیؑ کا دلدار
ہچکیاں آئیں ہوئے موت کے ظاہر آثار یاس سے چہرۂ شبّیرؑ کو دیکھا اِک بار
جسم تھرّایا عیاں حشر کے آثار ہوئے
راہیِ گلشنِ فردوس علمدارؑ ہوئے

www.emarsiya.com

۹۱
پیٹ کر سر کو یہ چلّائے امامؑ دوسرا چھوڑ کر ہم کو سوئے خُلد سدھارے بھیّا
اب کوئی خلق میں غمخوار ہمارا نہ رہا کس جگہ ڈھونڈنے جاؤں تجھے اے ماہِ لقا
کس طرح سے دلِ بیتاب کو سمجھاؤں گا
باوفا تجھ سا زمانے میں کہاں پاؤں گا

۹۲
ہوش مجلس کو نہیں بزمؔ کر اب ختم کلام جاں بلب غم سے ہیں سب عاشقِ سُلطانِ انام
عرض کر شہؑ سے کہ اے بادشہِ عرش مقام روز و شب ہے ترے خادم پہ ہجومِ آلام
جس کا طالب ہوں مجھے اب وہ عطا کر دیجے
قیدِ اندوہ و مصیبت سے رہا کر دیجے

www.emarsiya.com